قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

ایڈیٹر:- غلام نبی - اسسٹنٹ - مہر محمد خان -

نمبر ۳۶ | مورخہ ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں حضور نے حال ہی میں ایک اور نظم لکھی ہے۔ جو نہایت دردناک اور موثر ہے۔ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں ہدیہ ناظرین کی جائیگی۔

۲۴۔ اکتوبر کو ملک محمد حسین صاحب بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے لئے ولایت روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور دوسرے احباب نے ان کو الوداع کہتے ہوئے دعا کی بیرونی اصحاب بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

حافظ جمال احمد صاحب کا نکاح مولوی فتح دین صاحب مرحوم دہرم کوٹی کی لڑکی مختار بیگم سے تین سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کی تحریک پر پہلی آواز

الفضل ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء نمبر ۲۲ جلد ۸ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی چٹھی از امریکہ کا ایک فقرہ ہے کہ یہاں کے اخباروں میں اسلام اور اہل اسلام کے متعلق کثرت سے نہایت ناپاک مضامین نکلتے رہتے ہیں جس کا علاج ایک ماہواری رسالہ ہے۔ اور اس کے واسطے کم از کم پہلے سال سو ڈالر خرچ کی ضرورت ہے۔ جس سے اس عاجز کے دل پر فوری اور گہرا اثر ہوا۔ کہ اگر مفتی صاحب کی یہ آرزو جلد از جلد پوری نہ ہوئی تو افسوس کی بات ہوگی۔ میری وسعت زیادہ وسعت تو نہیں ہے۔ البتہ ایک ڈالر ماہوار ایک سال کیلئے خاکسار اپنے ذمہ لیتا ہے دیگر برادروں سے ۹۹ پورے ہو جانے کچھ مشکل نہیں۔ بلکہ زیادہ کی امید کی جا سکتی ہے۔ اور سابقہ معمولی چندوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاشم علی آفس قانونگو تحصیل مانسہ

الفضل۔ جو احباب اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ ہمیں اطلاع دینے کے ساتھ دفتر ناظر صاحب تالیف واشاعت میں بھی اطلاع کر دیں تاکہ ان کے نام باقاعدہ درج رجسٹر کئے جائیں۔

ثبوت دینے والے کیلئے انعام میں اضافہ

خواجہ احمد صاحب چک نمبر ۴۹ جنوبی ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودھا لکھتے ہیں۔ کہ اخبار ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں جو کھلی چٹھی بنام پیر مہر علی شاہ چھپی ہے۔ اور اسمیں جو جوابات درج ہیں۔ ان کو اگر پیر مہر علی شاہ خود یا ان کا کوئی مرید حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کر دیوے۔ تو میں بھی اسے مبلغ دو صد روپیہ انعام اپنی گرہ سے دونگا۔

اعلان نکاح

عبد الغنی صاحب ساکن ڈھوک کچھ داخلی جہلم ضلع کیمل پور کا نکاح ہاجرہ بی بی بنت فتح ... مرحوم جبال ضلع راولپنڈی سے بعوض ایک سو روپیہ مہر ...

مولوی کرم داد صاحب سکنہ دوالمیال نے پڑھا۔

ولادت ۲۱-۲۲ ستمبر کی درمیانی شب میں ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ڈیٹرزی اسسٹنٹ سادھورہ کے ہاں لڑکا اور شیخ محمد بخش صاحب بھنگالہ ضلع ہوشیارپور کے ہاں لڑکی متولد ہوئی۔ برادرم محمد عبد اللہ صاحب مالیر کوٹلوی مہاجر قادیان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

دعا میرا بچہ عزیزی محمد عبد اللہ سخت علیل ہے۔ دعائے صحت فرمائیں (خاکسار محمد حسین ڈپٹی انسپکٹر محمڈن سکولز گورکھپور ڈویژن)

بندہ اپنے اور اپنی والدہ صاحبہ کے لئے درخواست دعا کرتا ہے مجھ کو کامیابی اور والدہ کو صحت ہو۔ (نور الدین از لاہور)

مہدی حسن خان صاحب ڈیلدار سنور بہت کچھ مشکلات میں ہیں احباب دردِ دل سے ان کے لئے دعا فرمائیں (عبد الغفور خان سنوری)

۱۴-۱۵ اسوج سمہ کی میری پیشی ہے۔ اخبار میں دعا کیواسطے شایع فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے مشکلات سے رہا فرمادے (فضل حق احمدی ساکن پیراور) میرا ارادہ بصرہ وغیرہ کی طرف تجارت کیلئے جانے کا ہے۔ میری کامیابی اور سعادت دارین کے لئے دعا کی تحریک احمدی احباب سے کی جائے (محمد عبد الرشید تاجر چرم وپریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ) میرے والد صاحب کو بہت عرصہ سے دمہ دکھانسی کی بیماری ہے۔ سب احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں (شیخ خلیل الرحمٰن) میرا لڑکا قادر کی سخت بیمار ہے۔ دعا کیواسطے شایع کریں۔ (عبد الرحیم۔ بوٹ مرچنٹ دیاں مالیر کوٹلہ) خاکسار ابتلاء اور امتحان میں ہے۔ عاجز کی درخواست دعا بذریعہ اخبار احباب جماعت کی خدمت میں عرض کی جاوے (صوبے خان احمدی۔ موضع اجمیر) ہم احمدی بھائیوں سے جو ہمیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے خلوص سے دعا کریں کہ خدا ہمیں نیک اولادوں سے گا سرمایہ کرے۔ (عبد الرحمٰن و عبد القادر خلفان حاجی عمر ڈار۔ آسنور کشمیر)

استدعائے دعا

جن احباب کو میں نے بعض امور کے متعلق دعا کے لئے تکلیف دی ہوئی ہے۔ وہ ازراہ کرم برابر دعا فرماتے رہیں۔ اور آجکل خصوصیت سے دعا خاص فرمائیں۔ اور احباب بھی ان امور کیلئے دعا فرمائیں۔ **راقم محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ**

نظم
مرکزِ کفر میں خانۂ خدا

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

شکر صد شکر کہ لندن سے یہ آئی ہے نوید
مرکزِ کفر میں مسجد کی زمین لی ہے خرید

بالیقین وقت یہی ہے کہ منور کر دے
وادیٔ ظلمت تثلیث کو نورِ توحید

جب مؤذن کہے مینار پہ اللہ اکبر
اس گھڑی سمجھو کہ بر آئی ہماری اُمید

بانیٔ مسجد لنڈن ہے مسیح موعود
ثانیٔ مسجد اقصیٰ ہے یہ مغرب کی کلید

ہمنشین دیکھ! ذرا چشم بصیرت وا کر
کیا یہی تو نہیں "مغرب سے طلوع خورشید"؟

وقت ہے وقت کہ یورپ کو کرو شرک سے پاک
اُٹھو اے جان نثاران لوائے توحید

جب تلک جان و تن و مال نہ قربان کر دیں
"ما بدان مقصدِ عالی نہ توانیم رسید"

احمدی! تجھ کو ہی سب بوجھ اُٹھانا ہوگا
"آسماں بارِ امانت نتوانست کشید"

"بندا احمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید"

رُباعی

ہو گئی تیار انگلستان کی چڑیوں کا جال
گائیں گی وہ نغمۂ توحیدِ ربِّ ذوالجلال
مہدیٔ آخر زماں کا کشف کیا پورا ہوا!
اس سے بڑھ کر جانتا کیا ہے عدو بد خصال؟

الفضل کے معاونین کا شکریہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل مقبول عام و خاص ہو رہا ہے۔ بعض احباب کوشش کر کے خریدار بہم پہنچاتے ہیں۔ جن کا شکریہ نام بنام ان کالموں میں ادا نہیں ہو سکا۔ اور میرے خیال میں ان کو اس کا خیال بھی نہیں ہوگا۔ مگر تاہم من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کی ماتحت ہمارا فرض ہے کہ ان احباب کا شکریہ ادا کیا جائے۔ خدا تعالےٰ ان کو بہتر سے بہتر جزائے خیر دے۔

ماہ ستمبر میں تیس ۳۰ خریدار بڑھے۔ اور تخمیناً پندرہ بند یا امانت ہوئے۔ جناب عظیم الدین صاحب پٹرہ (بنگال) نے دو ۲ خریدار دئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے دو ۲ خریدار دئے۔ بابو محمد اکبر صاحب ڈیرہ غازیخان ایک خریدار ابو عبید اللہ مولوی حافظ غلام رسول صاحب ایک خریدار اور بھی بعض دوستوں نے خریدار دئے۔ انشاء اللہ ماہ اکتوبر میں سب خریدار دینے والوں کے نام درج اخبار ہونگے۔ جناب شیخ عبد العزیز صاحب سیالکوٹی اخبار کی اشاعت میں خاص حصہ لے رہے ہیں۔ چند ہی دنوں میں تین خریدار دے چکے ہیں۔

اسکے علاوہ منشی سخاوت علی صاحب نے تین روپے چوہدری فضل احمد صاحب ٹریننگ کالج لاہور نے چھ روپے۔ اور شیخ مشتاق احمد صاحب تھو نے تین روپے۔ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب برہما نے چھ روپے غیر احمدیوں یا غریب احمدیوں کے نام اخبار جاری کرنے کے لئے بھیجے۔ خدا ان سب کے اموال میں برکت دے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر نیکیوں کی توفیق دے۔

الفضل کے اخراجات ۳۳ فیصدی بڑھ گئے ہیں خرچ پورا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو قیمت میں اضافہ دوم خریداروں کا بڑھانا۔ جس کی طرف احباب کی خاص توجہ درکار ہے۔ الفضل اپنی سفارش خود کر رہا ہے۔ خاص اپیل کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنے حلقۂ اثر میں تحریک فرمائیے نمونہ مفت منگوائیے ؛

مینیجر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۷ - اکتوبر ۱۹۲۰ء

غیر احمدیوں سے رشتے اور پیام

رشتہ ناطہ کے بارے میں ہم نے ۱۵ جولائی ۱۹۲۰ء کے الفضل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں جو مضمون لکھا تھا۔ اس کے جواب میں دو مہینہ کے بعد پیام کو ہوش آیا ہے۔ اور اس پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے۔ معترض نے اپنے مضمون میں جو ناپاک اور غیر مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہم انہیں نظر انداز کرتے ہوئے صرف اس کے اعتراض کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ معترض لکھتا ہے کہ:-

"الفضل نے جو حوالہ فتاوئی احمدیہ جلد دوم ص۷ سے دیا ہے۔ وہ لڑکی اور لڑکے ہر دو کے نکاح کے بارے میں ہے۔ جس میں یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ "جو لوگ عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان سے ہماری جماعت کے رشتہ غیر ممکن ہو گئے ہیں"۔ گویا ایسے خبیث لوگوں سے لڑکیاں لے یا دیکر تعلق پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب تک وہ جماعت میں داخل نہ ہوں۔ یہ تو ہوا۔ ان لوگوں کا معاملہ جو ہماری نسبت بغض و عناد رکھتے ہیں۔ رہے دوسرے لوگ۔ جو ہم سے بغض و عناد نہیں رکھتے۔ بلکہ ہماری جماعت کے افراد کو نیک اور مخلص مسلمان سمجھکر ہم سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ اور باوجود جماعت میں شامل نہ ہونے کے ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وقت سے آج تک ایسے لوگوں سے احمدیوں کی رشتہ داریاں ہوتی رہیں"۔ (پیام ۱۵ - ستمبر ۱۹۲۰ء)

خلاصہ یہ کہ:-

اول یہ حضرت مسیح موعود کا حوالہ لڑکے اور لڑکی دونو کی شادی کے بارے میں ہے۔ گویا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو نہ لڑکی دی جائے۔ اور نہ لی جائے۔

دوم۔ صرف ان لوگوں میں رشتے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جو ہمارے ساتھ بغض و عناد رکھتے ہیں۔ مگر جو ایسے نہیں۔ اور نہ احمدی ہیں۔ ہاں احمدیوں کو نیک سمجھتے ہیں۔ اور ان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کو لڑکیاں دینے سے منع نہیں فرمایا۔

سوم۔ ایسی شادیاں حضرت مسیح موعود کے وقت سے آج تک ہوتی رہی ہیں۔

امر اول کے متعلق گذارش ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کا کہ غیر احمدیوں سے ہمارے رشتے ناممکن ہو گئے ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ان کی لڑکیاں لینا بھی ناجائز اور ناروا ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود ع کے احکام شریعت محمدیہ کے ماتحت ہیں۔ اور جب قرآن کریم میں اہل کتاب یہودی اور نصرانی عورت سے شادی کرنا جائز اور حلال ہے۔ تو پھر غیر احمدی عورت سے کیوں جائز نہیں ہو سکتا۔ ہاں جس طرح اہل کتاب عورت کا وہ درجہ نہیں۔ جو ایک مؤمنہ اور مسلمہ کا ہے۔ بلکہ یہودیہ و نصرانیہ عورت پر مومنہ کو ترجیح ہے۔ اسی طرح احمدی عورت کو غیر احمدی پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اسی کو ترجیح دینا ضروری ہے۔ پس جب احمدی لڑکیاں غیر احمدیوں میں نہیں جائینگی۔ تو احمدیوں کو غیر احمدی لڑکیاں لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اور اس طرح لڑکوں کے رشتوں کا انتظام خودبخود ہو جائیگا۔

امر دوم کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں جان بوجھکر تحریف کی گئی ہے۔ اور صحیح اور واضح مطلب کو بگاڑ کر دھوکہ دینے کی کوشش کیگئی ہے۔

کیا ہی صاف الفاظ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائے ہیں کہ:-

"کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے۔ جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں۔ یا خود تو نہیں۔ مگر ایسے لوگوں کے تابع ہیں"۔

کیا کوئی ذرا بھی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان ان الفاظ کو پڑھ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے صرف ان لوگوں سے رشتے کرنے منع کئے ہیں۔ جو آپ کے ساتھ بغض و عناد رکھتے اور آپ کو دجال وغیرہ کہتے ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ اس حکم میں وہ بھی شامل ہیں۔ جو خود تو نہیں کہتے۔ لیکن کہنے والوں کے تابع ہیں۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور پاک انسان قبول کر کے آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ انہی لوگوں کا تابع ہے جو حضرت مسیح موعود کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو سچا اور راستباز اور خدا کا فرستادہ سمجھتا ہو۔ اور پھر آپ کو قبول نہ کرے۔ پس غیر احمدیوں میں خواہ کتنے ہی ایسے لوگ ہوں۔ جو کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کی شان میں بدگوئی نہ کرتے ہوں۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ جب تک آپ کو قبول نہ کریں۔ انہی لوگوں کے تابع سمجھے جائینگے۔ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری علی اللہ کہتے ہیں۔ پس غیر احمدیوں میں ایسے لوگ شاذ و نادر مل سکتے ہیں۔ جو علی الاعلان حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہ کرتے ہوں۔ مگر ایسے لوگ نہیں مل سکتے۔ اور ہرگز نہیں مل سکتے۔ جو بدگوؤں کے زیر اثر نہ ہوں۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے ان کے ہمخیال نہ ہوں جس کا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ اگرچہ ان کی زبان تو بند ہوتی ہے مگر عملی طور پر حضرت مسیح موعود کو جھوٹا اور کاذب کہنے والوں کے ہمنوا اور ہم قدم ہوتے ہیں۔ اور جس طرح بدگو حضرت مسیح موعود کے دعوی صادقہ مصدوقہ کی تصدیق نہیں کرتے اسی طرح یہ لوگ اگرچہ خاموش ہوتے ہیں۔ مگر ان کی خاموشی کا نتیجہ بھی وہی ہوتا ہے۔

پس جب دونوں کے فعل کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ تو پھر پیغام کے نامنظور صاحب کے پاس کونسی دلیل ہے۔ جو وہ ایک گروہ سے تو اس قدر نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دوسرے سے گلے ملنے کے لئے اتنے بیتاب ہو رہے ہیں

اصل بات یہ ہے کہ یہ تفریق حضرات اہل پیام

کے نفس کا دھوکا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود کی صریح اور صاف ایسی تحریریں موجود ہیں۔ جنہیں مکفر۔ مکذب۔ متردد تینوں قسم کے لوگ ایک ہی مد میں داخل ہیں۔ اور یہ آپ ہی کا فتویٰ نہیں۔ بلکہ قرآن کریم نے بھی متردین کو مکفرین کے ساتھ ہی شامل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون

(سورۃ التوبہ۔ ع ۷) اے رسول جو لوگ تجھ سے اجازت چاہتے ہیں وہ۔ وہ ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور یوم آخرت کی طرف سے اُن کے دل شکوک میں مبتلا ہیں۔ اور انہی شکوک میں متردد ہو رہے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ متردد بھی دراصل انہی لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو مکذب اور مکفر ہوتے ہیں۔

تیسرے امر کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ کسی احمدی نے جس کو حضرت اقدس کے اس حکم کا علم تھا۔ اور جس میں کسی قسم کی منافقت اور کمزوری نہ تھی۔ ہرگز غیر احمدی لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کی۔ اور اگر کسی نے نادانستگی یا ایمان کی کمزوری کے باعث اس صریح ممنوع فعل کا ارتکاب کیا ہو۔ تو وہ کسی طرح سند نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر اس قسم کا کوئی واقعہ سند بن سکتا ہے تو پھر رسول کریم کے وقت میں منافقین جو کام کرتے تھے ان کو بھی بطور سند اور دلیل قرار دینا چاہیئے۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ کوئی شخص منافقین کے کسی فعل کو حجت بنانے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی منافقوں اور کمزوروں کے فعل حجت نہیں ہو سکتے۔

کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے حسب ذیل الفاظ کے باوجود غیر مبایعین غیر احمدیوں کے ساتھ کھلم کھلا تعلقات رشتہ داری پیدا کرنا جائز سمجھ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا۔ تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ تمام جماعت توجہ سے سن لے۔ کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے"

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ان لوگوں سے جو آپ کو جھوٹا اور دجال کہتے ہیں۔ اور جو ان کے تابع ہیں۔ ان سب سے رد کا ہے۔ اور نہایت سخت الفاظ میں رد کا ہے۔ حتیٰ کہ جو اس کی خلاف ورزی کرے۔ اس کو اپنی جماعت میں سے خارج کر دیا ہے۔ اس سے غیر مبایعین اندازہ لگالیں۔ کہ وہ جبکہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دینا جائز سمجھتے ہیں۔ اور دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور کچھ عجب نہیں۔ کہ انہوں نے دے بھی دی ہوں تو پھر انہیں حضرت مسیح موعود کی جماعت میں ہونے کا کیا حق ہے۔

رہا یہ کہنا کہ جس اشتہار کے یہ الفاظ ہیں۔ اسمیں مندرجہ تجاویز پر عملدرآمد ہونے کی منشاء ایزدی نے اجازت ہی نہ دی۔ یہ محض ایک بہانہ اور حیلہ ہے۔ تجاویز پر عمل ہوا ہو یا نہ ہو۔ یہ الفاظ جب تک قائم و برقرار ہیں۔ اسوقت تک ان کی خلاف ورزی کرنیوالا احمدی نہیں کہلا سکتا۔ انبیاء ہمیشہ طریق کار ہی تجویز کرتے ہیں۔ پورے طور پر عملدرآمد ان کے بعد کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی ان تجاویز کے متعلق سمجھنا چاہیئے۔

کابل سے واپس آنیوالوں کے عبرتناک مصائب

کیسے دلربا تھے وہ خواب و خیال۔ جن کی بنا پر مسلمان کہلانیوالے گھر بار بیچ کر حتیٰ کہ بعض بیویوں تک کو طلاق دیکر افغانستان کی طرف "ہجرت" کے نام سے ترک وطن کرکے چل پڑے۔ اخباروں میں کیسی دھوم مچی رہتی تھی۔ ریل کے سٹیشنوں پر کیسے جوش و خروش کے مظاہرے ہوتے تھے۔ مگر جس طرح ہر ایک جوش بے جا میں کئے ہوئے کام کا نتیجہ حسرت اور اندوہ اور پشیمانی ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اس خواب پریشان کی تعبیر بھی بہت افسوسناک ہوئی۔ اور ان لوگوں کو جنہیں افغانیوں کے متعلق بہت زیادہ غلط فہمی کی بناء پر نا واجب حسن ظنی تھی۔ یا جو دوسروں کی سنی سنائی باتوں کو حقیقت سمجھ بیٹھے تھے۔ اپنی غلطی کا خمیازہ اٹھانا پڑا۔ ان واعظوں اور لیکچراروں کا کچھ نہیں بگڑا۔ جو بڑے جوش و خروش سے لوگوں کو ترک وطن پر آمادہ کر رہے تھے۔ اور نہ ان اخبار نویسوں کا کچھ نقصان ہوا۔ جو لوگوں کو سبز باغ دکھلا کر وطن چھوڑنے کی تحریک کر رہے تھے۔ ہاں جو بیچارے گئے تھے۔ وہ تباہ و برباد ہو گئے۔

جن جن مشکلات اور مصائب کا انہیں شکار ہونا پڑا۔ انکی پوری پوری حقیقت تو نہ کسی نے بیان کی ہے۔ اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ تاہم ان کے زخم خوردہ قلب و جگر سے بمجبوری جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ وہی اتنا کافی ہے۔ کہ "ہجرت کی تحریک" کرنیوالوں اور اس کے حامیوں کو شرمندگی اور ندامت کے مارے ڈوب مرنا چاہیئے۔

حال میں اخبار پیسہ ۲۹ ستمبر میں ایک ثقہ اور معتبر مسلمان نے جو چشم دید واقعات چھپوائے ہیں۔ انہیں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"افغانستان کے لوگ بوجہ کمال افلاس کے مسافر کو راستہ بغیر اجرت کے نہیں بتا سکتے تھے۔ سرکاری ملازم اور غیر ملازم سب کا یہی حال ہے۔ ایک پرانی دو آنہ کی اگر کسی سرکاری ملازم کو دی جائے۔ وہ ایک گھنٹہ کامل ہاتھ پاؤں چومتا رہیگا۔ وہ سلام کے جواب میں گالی دیگا۔ حد کابل سے لیکر جبل السراج تک کل علاقہ میں یہی حال ہے۔ راستہ میں جگہ بجگہ سوکھی روٹی پندرہ پندرہ پیسہ کو دیتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ ہم افغانستان کے مہمان ہیں ہمارے ساتھ کچھ رعایت کرنی چاہیئے۔ جواب اس کا قریب لڑائی کے دیتے ہیں۔ کابل کی ہر ایک دوکان کی یہی حالت ہے۔ بازار میں پانی کا گلاس پیسہ اور دو پیسہ کو بکتا ہے۔ اگر روٹی کی دکان سے روٹی کھائی جائے تو پانی ساتھ نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے میری دکان روٹی کی ہے۔ پانی کی نہیں ہے۔ پانی جاکر پانی کی دوکان میں پی لو۔"

پھر لکھا ہے:۔

"روپیہ کے سامنے ان (اہل کابل) کا عہد دوستی دشمنی سب گم ہو جاتا ہے۔ ان (اہل کابل) میں سخاوت عنقا ہے۔"

راستہ کی یہ تکلیفیں اُٹھا کر جب لوگ وہاں پہنچے اور وہاں بھی کسی قسم کا چین و آرام نصیب نہ ہوا۔ بلکہ حالت یہ ہو گئی۔ کہ ایک قافلہ سالار ارباب غلام رضا خان صاحب نے بار بار دفع مشکلات کے لئے امیر صاحب سے درخواست کی۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخر واپسی کی اجازت طلب کی گئی۔ جو مل گئی۔ اور یہ لوگ واپس لوٹے۔ مگر واپسی کے وقت ان کی جو گت بنی۔ وہ ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"امیر صاحب کابل نے تو واپسی کی اجازت دیدی لیکن وہاں کا ہر ایک حاکم مدعی سلطنت ہے۔ ہر ایک پڑاؤ میں مسافروں کو بند کر دیا کرتے تھے بہت سی گالیاں دیکر ایک دو دن کا فاقہ چکھا کر رخصت کیا کرتے تھے۔ جلال آباد سے مسافرین کے دو گروہ ہوئے۔ ایک گروہ سیدھا سڑک پر درہ خیبر کو گیا۔ دوسرا گروہ حاجی صاحب زمزنی کی طرف چلا گیا۔ ان سے سب کچھ چھین لیا گیا۔ روپیہ کپڑا بسترہ سے صاف اور پاک کئے گئے۔ جو نوجوان اور خوبصورت عورتیں تھیں۔ ان کو پٹھان جبراً اُٹھا لے گئے۔ چند آدمیوں کو قتل اور چند کو زخمی کر گئے۔ مہمند پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مسافر نیچے تھے۔ ان کو اوپر سے گولیاں ماریں۔ پھر نیچے آکر تلاشی لے کر سب کچھ لے گئے۔ چند ہزار کا قافلہ ایک مہمندی خان کے علاقہ میں جا کر منتشر ہو گیا۔ اس نے سب کو اپنے قلعہ میں بُلا لیا۔ سب کو اچھی طرح روٹی کھلائی۔ پھر جاتے وقت سب کو کہدیا کہ خالی ہاتھ چلے جاؤ۔ سامان کو بالکل ہاتھ نہ لگاؤ۔ روٹی دیکر ہزارہا روپے کا مال لے لیا۔ اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔ جو آیندہ اس طرف مُنہ کرنے سے مانع ہیں۔ عبد الحق خان ساکن ٹنگی کی گھوڑی عید گاہ کے میدان سے چور لے گئے۔ یوسف زئی علاقہ کا ایک شخص تھا۔ اس کا کل سامان نقدی پوشاک اس کا اور اس کی اہلیہ و دیگر اطفال کا سب کچھ چور لے گئے۔ صبح کو روٹی کا محتاج تھا۔ نہایت شریف اور خاندانی شخص تھا۔ وہ اب محتاج اور اشد مفلس ہو گیا تھا۔ اہل افغانستان نہایت بدگمان لوگ ہیں۔ ہر ایک کو خطاب مخبر اور جاسوس کا دیتے ہیں۔ اگر ایک مسافر دیگر مسافروں کو بوجہ عداوت کے سرکاری جاسوس کہدے۔ تو وہ کابلیوں کے نزدیک مسلّم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اگر ہزارہا قسمیں کھائے۔ اس کا ہرگز اعتبار نہیں ہوتا۔ کابلی لوگ مسافرین ہندی کو بے ایمانی اور بے غیرتی کا خطاب عطا کیا کرتے تھے۔ ایک جگہ ایک مسافر پیاس کے مارے گدھے سے نیچے گر پڑا گدھے والے کو کہا۔ پانی پلا۔ اس نے کہا۔ ایک روپیہ دوگے۔ تو پانی پلاؤں گا۔ پھر دوبارہ اس مسافر کو پیاس لگی۔ تین آنے دیکر اس نے پانی پیا۔ بارہ گلی کے قریب ایک نوجوان لڑکی پر اس کے رشتہ دار جمع تھے۔ وہ بسبب پیاس کے جان دے رہی تھی۔ بہت لوگ جوتی۔ پگڑی فروخت کر کے ننگے سر اور ننگے پاؤں چلتے تھے۔ ہزارہا عورتیں پا پیادہ آہ و فغان کرتی ہوئی مسافت طے کرتی تھیں۔ ہزارہا وضع حمل ہوئے"

یہ جو کچھ ہوا۔ بہت ہی رنجدہ اور افسوسناک ہے۔ جس کے ذمہ وار وہی لوگ ہیں۔ جو ہجرت کی تحریک کرتے رہے ہیں۔ اور کیا تباہ و برباد ہو کر ننگ و ناموس گنوا کر آنے والے لوگ اپنے لیڈروں سے کچھ نہ کہینگے۔ اور انہیں باقی لوگوں کو بھی مصائب میں مبتلا کرنے کا موقعہ دینگے۔

کاش! اب بھی لوگ ان لیڈروں کی حقیقت سمجھیں۔ جو محض اپنی شہرت اور دیگر اغراض کے لئے شور مچا رہے ہیں۔

حادثہ کھیری کی وجہ ملزمین کے وکیل کے نزدیک

اخبار وکیل امرتسر کو بلا وجہ انکار ہے۔ کہ حادثہ کھیری کے قاتلوں نے مذہبی جوش کی وجہ سے جس کے بھڑکانے کا موجب تحریک خلافت، ہو رہی ہے۔ قتل نہیں کیا۔ لیکن یہ بات اسقدر صاف اور واضح ہو چکی ہے۔ کہ ملزمین کے وکیل نے سشن جج سیتاپور کی عدالت میں ان کے حق میں تقریر کرتے ہوئے اسی کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ کہا۔

"ملزم کے اقبال جرم سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے مذہبی جنون کے باعث ارتکاب جرم کیا۔ شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ قتل سے پہلے سیاہ جھنڈوں کا ایک جلوس نکلا تھا۔ اس جلوس میں پچپن آدمی شریک تھے۔ اس میں نصیر الدین نے نمایاں حصہ لیا۔ وہ سیاہ جھنڈا اور تلوار لئے ہوئے تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم نے جہاد کر دیا ہے۔ اور اب ہم انتقام لینے والے ہیں۔ جرم واقعی قابل نفرت ہے۔ اور اس سے ایک ہردلعزیز افسر کی جان لی گئی ہے۔ لیکن عدالت کو یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی نیت میں کمینگی نہ تھی۔ بلکہ وہ اپنے ہندوستان سے باہر کے مسلم بھائیوں کو آزادی دلانے کے لئے ارتکاب قتل پر آمادہ ہوئے اس لئے ان کا فعل بے غرضانہ فعل ہے۔ لہذا انکو سزائے موت نہ دینی چاہیئے۔"

یہ دلیل مجرموں کو سزائے موت سے بچانے کے لئے کسقدر وزنی ہے۔ اس کا پتہ تو اسی سے لگ سکتا ہے کہ سشن جج نے یہ کہکر اُسے رد کر دیا کہ:۔

"ان کے وکیل نے کہا ہے کہ مجرموں نے ارتکاب جرم مذہبی جوش کی وجہ سے کیا ہے۔ نہ کہ ذاتی عناد کے باعث۔ میں اس قسم کی دلائل پر ذرا بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ نہ ہی ان کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگرچہ جواب میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ میں صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ذاتی عناد کے نہ ہونے سے جرم کی خطرناک نوعیت میں کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ زیادتی ہوتی ہے"

مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ ملزموں کے وکیل نے ان کے جرم کی وجہ مذہبی جنون اور ہندوستان سے باہر رہنے والے مسلمانوں کی حمایت قرار دیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ اس حمایت کے احساس کا موجب "تحریک خلافت" ہی ہے۔ اگر عوام کو جوشیلی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مشتعل نہ کر دیا جاتا۔ تو ان میں سے ایسے بد باطن لوگ ہرگز نہ نکلتے۔ جو بے گناہ کی جان لے کر جو ایک طرف تو اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بنتے۔ اور دوسری طرف اپنے لئے دین و دنیا کی تباہی مول لیتے ⁂

خطبۂ جمعہ

السّلام

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔

فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

عمارت ایمانی کی تکمیل کے متعلق خطبے

قریباً دو اڑھائی سال کا عرصہ ہوا کہ میں نے جمعوں کے خطبوں میں ایک سلسلہ مضامین بیان کرنا شروع کیا تھا۔ ان مضامین کا مقصد یہ تھا۔ کہ ایمان کی عمارت کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ بغیر تکمیل ایمان کے اعلیٰ درجہ کے نتائج کی امید ایک جھوٹی اور عبث بات ہے۔ مکان کی ایک دیوار نہ ہو۔ اور انسان سمجھے آندھی کی گرد اور بارش کے پانی سے محفوظ رہے تو نادانی ہے۔ یا مکان کی چھت نہ ہو۔ اور خیال کرے کہ دھوپ اور شبنم سے بچا رہے۔ تو بے وقوفی ہے۔ یا مکان میں پانی کے نکاس کا رستہ نہ ہو۔ اور یہ کہے کہ مکان گرے نہ۔ تو کم عقلی ہے۔ یا مکان میں ہوا کے آنے جانے کے منفذ نہ رکھے اور سمجھے۔ کہ صحت درست اور اچھی رہیگی۔ تو جہالت ہے۔ بارش وغیرہ سے محفوظ رہنے۔ کے لیے چھت اور دیواریں پانی کے نکلنے کے لیے رستہ۔ ہوا کیلئے کھڑکیاں۔ اور روشنی کے لیے روشندان بھی ہوں۔ پھر دروازے بھی ہوں۔ دروازوں کی زنجیریں بھی ہوں تب جاکر مکان مکمل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک چیز پر تو سارا زور خرچ کردے۔ اور باقیوں کو چھوڑ دے تو مکان مکمل نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً دیواریں اٹھاتا چلا جائے آسمان تک۔ اور چھت نہ ڈالے۔ یا دیواریں بنا کر اوپر چھت بھی ڈالدے۔ مگر پانی کے نکاس کا انتظام نہ کرے یا نہایت اعلیٰ درجہ کی سفید اور مصفا عمارت بنائے مگر ہوا کے منفذ نہ رکھے۔ تو مکان مکمل اور مفید نہیں ہوگا۔ اور کوئی یہ نہیں کہیگا۔ کہ چونکہ بہت روپے خرچ کئے۔ اور بڑی محنت کی گئی ہے۔ اس لئے یہ مکان بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ بلکہ یہی کہینگے کہ مکان کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔

فضول محنت کا بدلہ نہیں ملتا

تمام قانون قدرت اسی بات پر شاہد ہے۔ کہ بے ہودہ اور فضول محنت و مشقت کا بدلا نہیں ملا کرتا برخلاف اس کے تھوڑی مگر صحیح محنت کا بدلہ مل جاتا ہے اگر کوئی شخص سالہا سال محنت کرکے پہاڑ کی چٹان میں سوراخ کرے۔ اور اسمیں بیج ڈال دے۔ تو اس وجہ سے کہ اس نے کئی سال محنت کی ہے۔ وہاں اچھی کھیتی نہیں ہوگی۔ لیکن اس کی نسبت نرم زمین میں بہت کم محنت کرنے سے اچھی کھیتی ہو جائیگی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ یہ نہیں دیکھیگا۔ کہ پتھر پر بہت محنت کی گئی ہے۔ اور نرم زمین پر تھوڑی بلکہ یہ دیکھیگا۔ کہ اس کے بنائے ہوئے قواعد کے ماتحت کس نے محنت کی ہے۔ اور ان کے خلاف کس نے۔ پس نتیجہ ہمیشہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق محنت کرنے سے ہی ملتا ہے۔ انکو چھوڑ کر خواہ کتنی ہی زیادہ محنت کیوں نہ کی جائے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ایک نیا سلسلہ خطبات

اس ضمن میں میرا منشاء تھا کہ میں تفصیلی طور پر بیان کروں مگر چار پانچ ہی خطبوں کے بعد ایسے واقعات پیش آئے کہ میں تفصیل سے بیان نہ کر سکا۔ اور تمہید میں ہی انہیں چھوڑنا پڑا۔ پھر گذشتہ سال۔ سے پہلے جلسہ پر میں نے عرفان الٰہی کے اصول بیان کئے تھے۔ اور بتایا تھا کہ عرفان الٰہی حاصل کرنے کے لئے اصولی طور پر کیا قواعد ہیں۔ فروعات کے بیان کرنے کا وہ موقعہ تھا اور نہ میں بیان کر سکا۔ اب اس کی فروع میں سے ایک حصہ کے متعلق میرا ارادہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیگا۔ تو وقتاً فوقتاً بیان کرتا رہوں۔ مگر مصلحت وقت کے لحاظ سے اس ترتیب کو جو میں نے رکھی تھی چھوڑتا ہوں۔ اور ضرورت وقت کے لحاظ سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرونگا۔

شریعت کے احکام کتنے اقسام کے ہیں۔ انکی کیا اثرات انسان کی عقل۔ فہم۔ قوت۔ طاقت۔ تعلق باللہ۔ محبت اور قوم کی ترقی پر پڑتے ہیں۔ اس کا پہلے بیان ہونا ضروری ہے لیکن چونکہ اس ترتیب کو میں چھوڑتا ہوں۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں۔ اس حصہ کو بھی چھوڑ سکتا ہوں۔ اور فی الحال میں اس ٹکڑہ کو لیتا ہوں۔ جس میں نوع کے آپس کے تعلقات کے احکام دیئے گئے ہیں۔ اور جن کی نگہداشت کئے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے۔ اس حصہ میں سے بعض احکام بیان کروں گا اور آج کے لیے جو حکم چنا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اس سے ہر مسلم واقف ہو۔ یا اسے واقف ہونا چاہیئے۔

کیسی چیزوں کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔

لیکن چونکہ کثرت سے اس کے استعمال کے موقعہ پیش آتے ہیں اسلئے لوگ اسے معمولی خیال کرتے ہیں اور یہ عام بات ہے۔ کہ جو چیز کثرت کے ساتھ استعمال میں یا دیکھنے سننے میں آئے۔ اس کو معمولی سمجھ لیا جاتا ہے۔ دیکھو سورج کو چونکہ لوگ ہر روز دیکھتے ہیں۔ اس لئے اسے دیکھکر انہیں خدا کی صنعت کا خیال نہیں آتا۔ حالانکہ یہ اتنی بڑی چیز ہے کہ اگر اس کا انہیں اندازہ بتایا جائے۔ تو حیران ہو جائیں۔ مگر ایک غبارہ اگر پچاس ساٹھ گز کا دیکھ لیں۔ تو شور مچا دیتے ہیں۔ تو جو چیز روز نظر آتی ہو۔ اس کا اثر آہستہ آہستہ دلوں سے مٹ جاتا ہے۔ اور اسے معمولی سمجھا جاتا ہے۔ اور جو کبھی کبھی آئے۔ اس کا زیادہ اثر رہتا ہے۔ دیکھو مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ روزانہ نماز کے تارک ہونگے۔ مگر عید کی نماز پڑھنے چلے جائینگے۔ حالانکہ روزانہ نماز ایمان کی تکمیل کے لیے اس کی نسبت نہائت ضروری ہے۔ پھر عید کی نماز تو ایسی ہے۔ کہ اگر انسان اکیلا ہو۔ تو رہ جاتی ہے۔ مگر روزانہ نماز کسی صورت میں بھی چھوڑی نہیں جا سکتی۔ حتیٰ کہ بیماری میں بھی پڑھنی ضروری ہے۔ تو یہ نماز بہت زیادہ افضل اور اعلیٰ ہے۔ مگر لاکھوں آدمی اس کو تو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور عید کی نماز کو نہیں چھوڑتے۔ وجہ یہ کہ وہ سال میں ایک دو دفعہ آتی ہے۔ اور یہ ہر روز پڑھنے کا حکم ہے حالانکہ یہ اس سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اس دن کی فضیلت کی اور وجوہات ہیں۔ اور وہ جمعیت نماز ہے۔ جو اس دن کو افضل بناتی ہے۔ اکیلی عید کی نماز اس کی فضیلت کا باعث نہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی کے پاس پانچ روپے اور ایک جوتی

ہو۔ دوسرے کا مال پہلے کی نسبت زیادہ ہوگا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ چونی روپیہ سے بڑھکر ہے۔ مگر لوگ نادانی سے چونی کو بڑا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں روزانہ نماز روپیہ کی طرح ہوتی ہے۔ اسی طرح لوگ نماز روزں کے تارک ہوتے ہیں۔ مگر روزے آتے پر شور پڑجاتا ہے۔ حالانکہ گو روزے فرض ہیں۔ مگر نماز کی نسبت کم ہیں۔ اور یہ اس درجہ پر نہیں۔ جس درجہ پر نماز ہے وہ بھی دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔ مگر نماز زیادہ ضروری ہے۔

تو جو چیز دیر کو آتی ہے۔ اس کو عزت سے دیکھتے ہیں اور جو روزانہ کی ہے۔ اسے معمولی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح جو چیز آسانی سے حاصل ہو جائے۔ اسے معمولی سمجھا جاتا ہے۔ اور جس پر محنت صرف ہو۔ اس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ حالانکہ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ وہ بعض اوقات کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں۔ اور بعض اوقات بڑی بڑی کچھ نتیجہ نہیں پیدا کرتیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیشاب اور پاخانہ کے وقت ابن عباس لوٹا رکھ دیتے تھے۔ اتنی سی بات کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وہ دعا کی۔ جو جنگوں پر جانے والوں کے لئے بھی نہیں فرمائی۔ چنانچہ ان کے لئے تو فرمایا۔ اللّٰھم فقھہ فی الدین۔ مگر لڑائی پر جانے والوں کے لئے یہ نہیں فرمایا۔ تو کاموں کے لئے بڑائی اور چھوٹائی صرف محنت سے نہیں دیکھی جاتی۔ بلکہ اور بھی وجوہات ہوتی ہیں۔

ایک دوسرے کو السلام کہنا

اسوقت میں جو حکم بیان کرنے لگا ہوں۔ وہ بھی ایسا ہی ہے۔ اور وہ سلام کا حکم ہے۔ اسلام نے تاکید کی ہے اور قرآن میں بھی آیا ہے۔ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علٰے انفسکم تحیۃ من عنداللہ مبٰرکۃ طیبۃ (۲۴۔ ۶۱) کہ جب گھروں میں داخل ہو۔ تو سلام کرو اس میں خوبی یہ ہے۔ کہ یہ نہیں فرمایا۔ فسلموا علٰے اخوانکم۔ بلکہ یہ فرمایا علٰے انفسکم۔ کہ اس کا فائدہ تمہارے اپنے ہی نفسوں پر ہوگا۔

یہ ایک ایسا حکم ہے۔ کہ رسول کریمؐ کے ارشاد کے ماتحت ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملتے وقت بجالانا چاہیئے۔ چونکہ اس کا موقعہ ہر وقت ملتا رہتا ہے۔ اس لئے عام طور پر لوگ اسے معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا ضروری ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کی بنیاد اسی پر قائم ہے چنانچہ فرمایا۔ آپس میں سلام کرو۔ سلام سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت کے ذریعہ ہی جنت میں داخل ہونا ہے۔ مگر افسوس اب بہت سے ایسے لوگ مسلمانوں میں موجود ہیں۔ جو سلام کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ اور ایسے لوگ غیر احمدیوں میں ہی نہیں۔ کسی قدر قلیل تعداد احمدیوں میں بھی ہے ایسے لوگ بجائے سلام کے ایک دوسرے کو آداب وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ اور جو السلام علیکم کہے۔ اسے کہتے ہیں۔ پتھر ماردیا۔ حالانکہ وہ خود اسلام کے ایک حکم اور رسول کریم کے ارشاد کا انکار کرکے اپنے اوپر پتھر گراتے ہیں۔ اور جو مرہم ہے۔ اسے پتھر سمجھتے ہیں السلام علیکم کے معنے ہیں کہ زخم بھر جائیں۔ مگر نادان کہتے ہیں۔ یہ پتھر ماردیا۔ اور اس شخص سے زیادہ احمق اور کون ہوسکتا ہے۔ جو مرہم کا نام پتھر رکھے۔ تو مسلمانوں کا ایک حصہ تو ایسا ہے۔ جو سلام کہنے کا بالکل تارک ہے۔ اور دوسرا ایسا ہے۔ جو تارک تو نہیں۔ لیکن اس کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ ایسے لوگ مجلس میں آئینگے۔ اور چپ کرکے بیٹھ جائینگے گھروں میں داخل ہونگے۔ اور خاموش ہوکے بیٹھ رہینگے اور انہیں خیال بھی نہ آئیگا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس موقعہ کے لئے کوئی حکم ہے۔

سلام کیوں نہیں کیا جاتا

بعض کہدینگے۔ معمولی بات ہے اگر سلام نہ کہا۔ تو کیا ہوا بعض کہیں گے۔ حیا کی وجہ سے نہیں کہا۔ بعض کہیں گے عادت نہیں۔ مگر یہ تینوں قسم کے لوگ نادان ہیں۔ حیا کے معنے ہیں رکنا۔ اور رکنا ایسی باتوں سے چاہیئے۔ جو مضر ہوں نہ کہ ان سے جو فائدہ مند ہوں۔ اور پھر وہ جن کا فائدہ روحانی ہو۔ اسی طرح اسے معمولی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا فائدہ مرنے کے بعد قیامت تک ملتا رہیگا۔ پھر یہ اسلئے معمولی نہیں۔ کہ قرآن میں اس کے متعلق حکم دیا گیا ہے۔ اور بیسیوں ایسے احکام ہیں۔ جن کا قرآن میں ذکر نہیں۔ مگر اس کا ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عنداللہ مبٰرکۃ طیبۃ۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تحفہ ہو۔ اس کو کون معمولی کہہ سکتا ہے قرآن کریم میں اور کسی چیز کو اس رنگ میں تحفہ نہیں کہا گیا۔ جیسے سلام کو کہا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مرنے کے بعد جو تحفہ خدا کی طرف سے انسان کیلئے آتا ہے۔ وہ بھی یہی ہے۔ کہ فرشتے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا آدمی ہو۔ جو کہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں کسی کو سلام کہوں۔ ہم کہیں گے۔ خدا تعالیٰ نے بھی جب اپنے اوپر واجب کردیا۔ کہ سلام کہے۔ تو اور کون ہے۔ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھکر اس کی ضرورت نہ رکھتا ہو۔ سب سے پہلی چیز جو بندہ کو خدا تعالیٰ کی ملاقات کیوقت دیجاتی ہے۔ وہ یہی سلام ہے۔ جبرئیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو آپ کو سلام کہا۔ اور رسول کریمؐ ان کو دیکھ کر سلام کہتے ہیں۔ ان سے بڑا کونسا انسان ہے۔ جسے سلام کہنے کی ضرورت نہ ہو۔ مگر بہت لوگ ہیں۔ خصوصاً انگریزی تعلیم یافتہ جو سلام کو بہت حقیر چیز سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے عمل سے رسول کریمؐ۔ جبریل حتیٰ کہ خدا تعالےٰ سے بھی اپنے آپ کو بڑا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جس حکم کو بہت سی حکمتوں کے ماتحت خدا تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ بلکہ اپنی ذات کے لئے بھی رکھا ہے۔ اور جس کی تاکید رسول کریمؐ نے کی ہے۔ اور خود جبرئیل کو کہا ہے۔ اس سے یہ لوگ اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ اول تو صرف ہاتھ سے اشارہ کردیتے ہیں۔ یا اتنا بھی نہیں کرتے۔ یا ایک دوسرے سے یوں ملینگے۔ مولوی صاحب۔ اور اس کے جواب میں کہدیا جائیگا۔ بھائی صاحب۔ یا یہ کہ سناؤ جی۔ کیا حال ہے۔ اسی قسم کے فقروں کو انہوں نے سلام سمجھ لیا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کے ساتھ تین انگلیاں ملادینگے۔ اور یہ مصافحہ ہو جائیگا۔ لیکن شریعت کا یہ حکم نہیں۔ شریعت نے السلام علیکم کہنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اتفاق واتحاد کی جڑ ٹھہرایا ہے۔ اور نجات کا ستون بنایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ دریافت کیا

گیا۔ کہ بہت سلام کیا ہے۔ تو آپ نے خاص حکموں میں سے بتایا کہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا اور کسی کو جانو یا نہ جانو۔ سلام کہنا یہ دونوں باتیں اتفاق و اتحاد کی جڑ ہیں۔

صحابہ کا عمل سلام کے متعلق

آج میں خطبہ کو یہیں بند کرتا ہوں۔ کیونکہ وقت زیادہ ہو چکا ہے۔ مگر تاکید کرتا ہوں۔ کہ یہ ایک خاص حکم ہے۔ جو اسلام نے دیا ہے۔ اور جس کے متعلق رسول کریم نے تاکید فرمائی ہے۔ صحابہ اس کے اسقدر پابند تھے۔ کہ ایک دن عبداللہ ایک صحابی کے پاس آئے۔ اور کہا آؤ۔ بازار چلیں صحابی نے سمجھا۔ کوئی کام ہو گا۔ چل پڑا۔ لیکن وہ بازار میں سے گھوم کر یونہی چلے آئے۔ نہ کوئی کام کیا۔ اور نہ کوئی چیز خریدی۔ دو تین دن کے بعد پھر آئے اور کہا آؤ بازار چلیں۔ اس صحابی نے کہا۔ اس دن آپ نے کچھ خریدا۔ اور نہ کام کیا۔ آج کوئی کام ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں بازار اسلئے جاتا ہوں کہ بھائی ملتے ہیں وہ ہم کو سلام کہتے ہیں ہم انکو سلام کہتے ہیں۔ تو صحابہ بازاروں میں صرف سلام کہنے کے لئے بھی جاتے تھے۔ تمہیں بھی چاہیئے۔ کہ بازاروں میں محلوں میں مجلسوں میں گھروں میں جہاں کسی سے ملو سلام کہو۔ جاننے والوں کو سلام کہو۔ نہ جاننے والوں کو سلام کہو۔ اگر دعا کوئی چیز ہے۔ اور ہر مسلمان مانتا ہے کہ بہت بڑی چیز ہے۔ اور اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور اسلام اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تو سب اولیاء اور خدا کے پیاروں کا یہی متفقہ مسئلہ ہے۔ اگر کوئی دعا زیادہ قبول ہونیوالی ہوتی ہے تو وہی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی سکھائی ہوئی ہو۔ اور وہ یہی دعا ہے پھر کیسا نادان ہے وہ انسان جو سجدہ میں ناک رگڑتا۔ اور دعائیں کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس دعا کو استعمال نہیں کرتا۔ جو شخص خدا تعالےٰ کی سکھائی ہوئی دعا کو نہیں لیتا۔ خدا تعالیٰ اس کی سجدہ میں کی ہوئی دعا کو کب سنتا ہے پہلے خدا کی سکھائی دعا کو رستوں میں گھروں میں ملنے والوں سے جدا ہونے والوں سے اپنوں سے۔ بیگانوں سے واقفوں سے۔ ناواقفوں سے کریگا۔ اور پھر جاکر خدا تعالیٰ سے دعا مانگیگا تو سنیگا۔ کہ میں نے جس دعا کا حکم دیا تھا وہ کر آیا ہے۔ اب میں اسکی دعا سنوں۔ پھر اس کے محبت اور اتفاق کے لئے بہت اثرات ہیں۔ اور اگر ضرورت ہوئی۔ تو ان کو پھر بیان کر دونگا ✣

جماعت احمدیہ بٹالہ اور مخالفین

بٹالہ میں نماز جمعہ کے لئے بہت سے احباب قرب و جوار کے گاؤں کے آیا کرتے ہیں۔ جن کو بعض غیر احمدی راستے میں تنگ کرتے تھے۔ اور قریب دو ماہ ہوئے۔ انہیں لوگوں نے مولوی عطاء اللہ امرتسری کو بلایا۔ جس نے ایک مجمع عام میں ہماری جماعت کی نسبت نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے۔ ان حالات سے مجبور ہو کر ہم نے اپنے جلسہ سے قریباً ایک ماہ پہلے ان لوگوں کے سرغنہ محمد شریف کو اپنے جلسہ پر مباحثہ کے لئے مدعو کیا۔ آریہ سماجی اور اہلحدیث لوگوں کو بھی چیلنج دیا گیا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اپنے جلسہ پر ہم کو ضرور وقت دیں۔ دس پندرہ دن کے انتظار کے بعد جب کسی طرف سے کوئی جواب آیا۔ تو پھر دستی اشتہار کے ذریعہ دوبارہ اہل حدیث۔ حنفی۔ اور آریہ سماجیوں کو دعوت مباحثہ دیگئی۔

آریہ سماج نے تو قطعاً کوئی جواب نہ دیا۔ صرف ایک شخص اہل حدیث کی طرف سے بمشورہ غیر احمدی مولویان یہ جواب ملا۔ کہ ہم ان شرائط پر مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ اول مباحثہ تحریری ہو۔ (۲) ثالث مقرر کیا جائے۔ (۳) آپ کا خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب مناظر ہوں (۴) آپ کی طرف سے انعام رکھا جائے۔ جس کا جواب یہ دیا گیا۔ (۱) ہمیں تحریری مباحثہ منظور ہے۔ (۲) قرآن کریم اور احادیث سے مذہبی مسائل میں ثالث مقرر کرنا ثابت نہیں ہے (۳) ہمارے خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مباحثہ کے لئے تشریف لا سکینگے بشرطیکہ ان کے مقابل آپ اپنے خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی یا کم از کم شیخ الاسلام کو بلا لیویں۔ کیونکہ خلیفہ کے مقابل خلیفہ ہی موزون ہے۔ ورنہ کیا صاف بات ہے کہ جس مناظر کو چاہیں آپ بلائیں۔ اور جسے ہم چاہیں بلا سکیں گے عدم انعام مقرر کرنا ہمارا ہی فرض نہیں ہے۔ آپ ہی رکھ دیویں۔

مگر اس کے بعد آج تک ان کا کوئی جواب نہیں ملا ہم نے اپنا اشتہار جلسہ شائع کر دیا۔ اور ان سب کو پھر مدعو کیا۔ ۱۰ ستمبر مولوی ابو تراب امرتسری بھی کسی تقریب پر بٹالہ آ گئے۔ اور ہمارے ایک احمدی دوست کو بزعم خود راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ ہم نے ان کو بھی اسی وقت ایک دعوتی رقعہ مباحثہ کے لئے لکھ دیا۔ جو انہوں نے اپنے اخبار اہلسنت والجماعت مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۰ء میں درج کر دیا ہے۔ مگر افسوس انہوں نے اس خط کی رسید تک دینے سے اسوقت انکار کر دیا۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں میں ٹال دیا۔ اور دوسرے دن صبح امرتسر چلے گئے۔ اور اخبار مذکور میں "بٹالہ کے مرزائیوں کا بحث سے فرار" لکھ دیا۔ جس کو پڑھ کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بار بار درود صلوٰۃ بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔ کیونکہ حضور نے فرما دیا ہوا ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ جب کہ میری اُمت کے علماء بدترین مخلوق ہونگے۔ جو بالکل بجا اور درست ہے۔ جس کا نمونہ ہم خود دیکھ رہے ہیں۔ کہ ذرا ذرا سی بات پر علماء جھوٹ اور افترا پردازی سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ مولوی ابو تراب صاحب نے ہمارے چیلنج کو موت کے پیالہ کی طرح ٹال دیا۔

جلسہ سے دو دن پہلے محمد شریف حنفی مذکور کی طرف سے ایک دستی رقعہ پہونچا۔ کہ ہم صداقت مرزا (مسیح موعود) پر مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ساتھ ہی اشتہار چھپوا کر شائع کر دیا۔ جس کا مضمون تہذیب سے بالکل گرا ہوا تھا۔ ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا۔ کہ آپ حیات وفات مسیح ناصری کے مسئلہ پر مباحثہ کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ کیا آپکا ایمان نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ وغیرہ۔ اگر ہے۔ تو پھر اس مسئلہ کو ضرور زیر بحث لانا چاہیئے۔ یہ مسئلہ اور صداقت مسیح لازم و ملزوم ہیں۔ اور چونکہ ہمارے جلسہ میں ایک دن رہگیا ہے۔ خط و کتابت میں وقت ضائع نکریں۔ آپ ہیں جہاں چاہیں۔ شرائط طے کرنے کے لئے بلا لیویں۔ یا ہمارے مکان پر آجاویں۔ چنانچہ محمد شریف مذکور ہمراہ چار پانچ اشخاص بعد نماز مغرب ہماری مسجد میں آیا۔ اور کہا۔ کہ ہم "صداقت مرزا" پر مباحثہ کرینگے۔ وقت دیا جائے۔ جواباً ہم نے کہا کہ آپ حیات وفات مسیح کا مسئلہ کیوں چھوڑتے ہیں۔ لیکن وہ اور اس کے ساتھی اپنی کمزوری محسوس کرنے کے باوجود بھی اسی بات پر اڑے رہے۔ کہ ہم صرف صداقت مسیح پر ہی

بحث کرینگے۔ چنانچہ ہم نے ان کی حجت توڑنے کے لئے یہ بات بھی مان لی۔ اور کہا کہ ہمارے جلسہ کے پانچ اجلاسوں میں سے جو وقت چاہیں لے سکتے ہیں۔ مگر اب بھی وہ کسی بات کو طے کرنے کے نزدیک تک نہ آیا۔ اور کہا کہ جلسہ کس جگہ ہو گا اور کیا انتظام ہے۔ ہم نے کہا کہ جلسہ بیرون دروازہ اچلی زیر انتظام پولیس ہو گا تو پھر وہ اس بات پر بگڑ بیٹھا۔ کہ ہم پولیس کے انتظام میں سیاحثہ نہیں کرینگے۔ چنانچہ وہ اس بات پر مصر رہا۔ اور اٹھ کر چلا گیا۔

اس کے بعد ہم نے اپنے مطبوعہ اشتہار لگوائے اور منادی کرائی۔ مگر مخالفین غیر احمدیوں کی طرف سے ہمارے اشتہارات پھاڑے گئے۔ اور منادی کرنے والوں کے پیچھے شور و غوغا کیا گیا۔ جس کا نمونہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفین کے سوائے کہیں نظر نہیں آتا۔

خاکسار

محمد عبد الرشید تاجر چرم وپریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ

نبوت مسیح موعودؑ

غیر احمدیوں سے گفتگو کرنے کا ایک طریق

عموماً لوگ نبوت بعد از نبی اعظم خاتم الانبیاء ؐ پر لا نبی بعدی سے بڑے زور سے اعتراض کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے سلسلہ کی طرف سے یہ مسئلہ از بس صاف ہو چکا ہے لیکن پھر بھی لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھا کر اسی تاریکی میں پڑے ہیں۔ اگر مندرجہ ذیل طریقے پر اس مسئلہ کو لیا جائے۔ تو غالباً بہت صاف ہو جاتا ہے۔ وھو ھذا۔

غیر احمدی کا عقیدہ	احمدی کا عقیدہ	نتیجہ
(۱) رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں	(۱) رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں	دونوں متفق
(۲) لا نبی بعدی وغیرہ سب احادیث صحیح ہیں	(۲) لا نبی بعدی وغیرہ سب احادیث صحیح ہیں	"
(۳) ایک شخص بنام عیسیٰ آنیوالا ہے	(۳) ایک شخص بنام عیسیٰ آنے والا ہے	"
(۴) وہ نبی ہو گا	(۴) وہ نبی ہو گا	"
(۵) آسمان سے اُتریگا	(۵) حسب دستور عام پیدا ہو گا	اختلاف
(۶) وہی ہے جو پیغمبر نصاریٰ تھا مگر مطیع رسول ہو گا	(۶) اُمت محمدیہ کا ایک فرد ہو گا۔ جو مطیع رسول ہو گا	"

تفصیل بالا سے ظاہر ہے۔ کہ (۱ سے ۴) تک ہر دو فریقوں کے مابین مکمل اتفاق ہے۔ مابہ النزاع صرف نمبر (۵-۶) ہیں۔ اب امر تنقیح یہی دو امر ہوئے۔
(۱) آسمان سے اُتریگا۔ ثبوت بذمہ غیر احمدی (۲) وہی ہے جو پیغمبر نصاریٰ تھا۔ ثبوت بذمہ غیر احمدی
(۱) حسب دستور عام پیدا ہو گا۔ " " احمدی (۲) امت محمدیہ کا ایک فرد مطیع ہو گا۔ " " احمدی

جن احادیث میں نزول کا ذکر ہے۔ وہاں سماء وغیرہ لفظ تو مذکور ہی نہیں۔ بس یہ تو یہاں ہی فیصلہ ہوا۔ جب صعود ہی ندارد تو نزول اس کی فرع خود بخود ندارد۔ باقی رہا امر ۵ احمدی تو وہ خود ہی ثابت ہے۔ کیونکہ جب وہ شق باطل ہو گئی تو یہ خود ثابت ہے۔ اب اصل میں یہ النزاع نمبر ۶ ہے۔

اس امر کا فیصلہ ہم قرآن کریم سے کرینگے۔ اگر قرآن کریم سے یہ امر جائز ثابت ہو جائے۔ کہ امم سابقہ میں سے کوئی شخص اس امت کی اصلاح کریگا یا کر سکتا ہے۔ تو غیر احمدی کا خیال صحیح۔ لیکن اگر قرآن کریم دوسروں کو اس جگہ داخل ہی نہیں ہونے دیتا۔ تو بس ہم جیت گئے۔ آؤ اب غور کریں۔ اور قرآن کریم سے دیکھیں۔ آپ ورق ورق کر کے اُلٹ جاویں۔ اور ایک ایک سطر بنظر غور ملاحظہ کریں کوئی آیت نہ بطور نص نہ اشارۃ النص اس امر کی اجازت دیتی ہوئی ملیگی کہ فلاں شخص امم سابقہ سے تمہاری رہبری کو ایک دن آئیگا۔ لیکن برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی آیات اس قسم کی ملتی ہیں۔ جو اس امر کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں۔ اور یہ فرض "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا بذمہ افراد اُمت محمدیہ لگایا جا رہا ہے۔ چند بطور نمونہ عرض خدمت ہیں۔

(۱) ولتکن منکم امۃ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔
(۲) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔
(۳) وکذالک جعلناکم امۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔

آیت نمبر ۱ اور ۲ میں صرف یہ فرق ہے کہ نمبر ۱ میں حکم ہے کہ "منکم" تم میں سے ایک ایسا گروہ ہونا ایک امر لابدی ہے۔ جو دوسروں کو رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہی تمہاری کامیابی کا واحد ذریعہ ہے لاغیر دوسری میں خیر امۃ ہونے کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ کہ جب تک تم میں یہ وصف رہیگا تم "خیر امم" کے ممتاز اور قابل فخر لقب کے ساتھ ملقب ہو گے۔ اور بصورت عکس ذلت تمہارے نصیب ہو گی۔ آیت نمبر ۳ میں امت وسط بنایا ہے۔ اسکو خیر الامور اوساطھا سے حل کرلو معلم الخیر یہاں بھی لقب ہے۔ پس ہر ایک انصاف پسند بھائی ان ہر سہ آیات متذکرہ بالا کا خلاصہ یہ ہوا کہ
(۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکم ہے (۲) امت محمدیہ اس حکم کی مخاطب ہے (۳) یہ حکم ابدی ہے (۴) اسی میں فلاح ہے یعنی کامیابی (۵) دوسروں کی بڑھنے کا ذریعہ یہی ہے (۶) معلم الخیر بنائے گئے ہو (۷) لوگوں کے لئے نمونہ بنو۔

اب بتائیے ان احکام کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر اس کام کو ہاتھ لگائے غیر کیلئے یہ دروازہ ہی بند ہے۔ خواہ وہ موسیٰؑ ہو یا عیسیٰؑ۔ سلیمانؑ ہو یا داؤدؑ۔ یہاں تک تو یہ بات صاف ہو گئی کہ غیر کو یہاں دخل نہیں۔ مسیح خواہ زندہ ہوں یا نہ ہوں۔ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔ اب نبوۃ والی بات رہ گئی۔ ہم کہتے ہیں جیسا آپ لوگ رسول اللہ کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہوئے اور لا نبی بعدی پر اعتقاد رکھتے ہوئے یہ مانتے ہو کہ ایک نبی آنیوالا ہے ایسا ہی ہم بھی۔ جو جواب آپ کا ہو گا۔ وہی ہمارا۔ اول تو اسمیں نزاع ہی نہ رہا۔ وہ متفق علیہ ہو گیا۔ اگر یہ کہو کہ وہ پہلا نبی ہے۔ تو یہ بتاؤ کہ خاتم النبیین سے کہاں ثابت ہو کہ پہلا آسکتا ہے نیا نہیں آسکتا۔ اسکے بعد اس امر کی مویدات امور ذیل بھی ہو سکتی ہیں:- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے (۲) فوت شدہ واپس نہیں آسکتے (۳) نبوت اطاعتی اُمت میں جاری ساری ہے (۴) وہ رسولاً الی بنی اسرائیل تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ راہ میرے خیال ناقص میں بہت قریب ہے۔ اسمیں لمبا جانا نہیں پڑتا۔ اور میں چند لوگوں پر اس نسخہ کو آزما بھی چکا ہے۔ مفید ثابت ہوا ہے + خاکسار صدر الدین احمدی

برادران وطن کی اخلاقی حالت

شملہ میں جین سبھا کا ایک ہال ہے۔ جسے وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو لیکچروں وغیرہ کے واسطے دیدیتے ہیں چنانچہ مولوی محمد علی صاحب اسمیں دو تین لیکچر دے چکے ہیں۔ اور ہمارا لیکچر جو مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب نے ۱۷۔ اگست کو دیا وہ بھی اسی میں ہوا تھا۔ ایک لیکچر مولوی محمد علی صاحب نے ختم نبوت پر دیا تھا۔ جسمیں انہوں نے حسب عادت عوام الناس کو دہوکہ دیتے اور ہمارے برخلاف بھڑکانے کی کوشش کی ہم نے چاہا۔ کہ ایک لیکچر ان کے جواب میں کیا جائے۔ جسمیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور اپنے صحیح عقیدہ سے آگاہ کیا جائے۔ اور قرآن مجید احادیث نبوی اور سلف صالحین کے اقوال سے ثبوت دیا جائے اور بتایا جائے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا اپنا عقیدہ بھی پیشتر یہی تھا۔ جسے انہوں نے بعض اغراض کے ماتحت اب بدل دیا ہے۔ چنانچہ ہم نے منتظمان ہال مذکور سے فیصلہ کرکے کرایہ پیشگی ادا کر دیا۔ اور اشتہار شایع کر دیا۔ کہ جناب حافظ روشن علی صاحب اتوار واقعہ ۵۔ ستمبر کو لیکچر دینگے۔ اور لیکچر کے اختتام پر حاضرین کو سوال کرنے کا موقعہ دیا جائیگا۔ مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر منتظمین ہال نے ہمیں لیکچر دینے سے روکدیا۔ ہمنے بہتیرا کہا کہ جب آپ فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور کرایہ بھی لے چکے ہیں۔ تو پھر مناسب نہیں۔ کہ ہمیں عین وقت پر جبکہ ہم سب انتظام لیکچر کا کر چکے ہیں۔ روکا جائے۔ پہلے تو وہ ادھر اُدھر کی باتیں کرکے ٹلاتے رہے۔ اور کہنے لگے۔ کہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ مگر آخر میں اقرار کیا کہ چونکہ تم ہمارے اغراض اور مقاصد میں ہمارے ساتھ شامل نہیں۔ اس لئے تمہیں ہال نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے چونکہ کوئی تحریر نہیں لی تھی۔ اور نہ روپیہ کی رسید حاصل کی تھی۔ اس لئے خاموش ہو رہے۔ مگر اس سے ان لوگوں کی اخلاقی حالت کا پتہ لگتا ہے کہ بہت ہی گر گئی ہے۔ ان میں ذرا وعدہ کا پاس نہیں رہا۔ اگر منتظمان ہال ہم کو ہال دینا نہیں چاہتے تھے۔ تو انہیں پہلے ہی انکار کر دینا چاہئے تھا۔ مگر جب وعدہ کر چکے تھے۔ اور کرایہ لے لیا تھا۔ تو اس دفعہ لیکچر کر لینے دیتے۔ اور آئندہ خواہ انکار کر دیتے۔ مگر یہ تو تب ہی ہو سکتا تھا کہ کچھ وعدہ کا لحاظ ہوتا۔ ہمیں اپنی تکلیف کا نہیں۔ مگر اس بات کا رنج ہوا۔ کہ بہت سے لوگ لیکچر سننے کی خواہش سے آئے۔ اور مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا۔ کہ بعض لوگوں نے ہمارے برخلاف جھوٹی باتیں پہنچا کر منتظمان ہال کو بھڑکا دیا۔ بلکہ بعض نام کے مسلمان یہ کہتے سنے گئے۔ کہ جہانتک ہو سکے۔ ان کو تکلیف دینی چاہیئے۔

ہمیں کہا گیا کہ تم ہمارے اغراض و مقاصد میں ہمارے ساتھ شامل نہیں۔ جس سے مدعا یہ ہے۔ کہ آجکل جو ہندو اور عام مسلمان شورش پھیلا رہے ہیں۔ ہم اس میں حصہ نہیں لیتے۔ مگر ہم گورنمنٹ کو اپنا محسن خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کوئی شورش انگیز کارروائی کرنا اپنے دین اور مذہب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ بہت سے منافق طبع لوگ ہیں۔ جو ظاہرا گورنمنٹ اور حکام کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو گورنمنٹ کا خیر خواہ جتاتے ہیں۔ مگر در پردہ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اور پرائیویٹ گفتگو میں گورنمنٹ سے نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ اصل میں غور سے دیکھا جائے۔ تو آجکل عام مسلمانوں کو ہندوؤں نے اور ان نام کے احمدی غیر مبائعین نے اُلّو بنا رکھا ہے۔ ہندوؤں نے تو اس طرح کہ ان کے ساتھ شامل ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان۔

(۱) انگریزوں سے قطع تعلق کرکے گورنمنٹ کی ملازمت چھوڑ دیں (۲) خطابات چھوڑ دیں۔ (۳) گئے کی قربانی چھوڑ دیں (۴) وطن چھوڑ دیں۔ اور سب کچھ چھوڑ دیں۔ مگر اس کے عوض حاصل کیا کریں۔ خانہ خرابی اور ذلت۔ کیا اگر مسلمان ملازمت اور خطابات ترک کر دینگے۔ تو بھائی ہندو انکو حاصل نہیں کرینگے۔ مسلمان پہلے ہی روتے تھے اور چلاتے تھے۔ اور انکو شکایت تھی کہ وہ تعلیم میں پیچھے ہیں اور سرکاری دفاتر میں اور بڑے بڑے عہدوں میں ان کی تعداد نسبتاً کم ہے مگر کیا اب ملازمت اور خطابات ترک کرکے ان کا رہا سہا وقار بھی جاتا نہیں رہیگا۔

اسی طرح ان کے وطن چھوڑنے سے گورنمنٹ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ہندوؤں کو فائدہ ضرور ہے۔ جو ظاہر ہے۔ اور کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ سمجھ اور کوشش میں ہیں یہاں سے نکل جائیں تو بہتر ہے۔ انگریزوں سے سلف گورنمنٹ مل جائیگی بس پھر کیا ہے ہندوستان ہندوؤں کا ہوگا۔

گئے کی قربانی مذہباً فرض نہیں اور ہندو بھائیوں کی خاطر اگر اسکو ترک کر دیا جائے۔ تو بیشک مسلمانوں کے اسلام میں فرق نہیں آتا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کے عوض میں مسلمان ہندوؤں سے کیا حاصل کرتے ہیں۔ خلافت ع ایں خیال است و محال است و جنون۔ ہندوؤں سے اتفاق کی ایک ہی صورت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح میں پیش کی ہے یعنی ہم انکے بزرگوں کو سچا سمجھتے ہیں۔ انکی عزت کرتے ہیں پس انکو بھی چاہیئے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول تسلیم کر لیں اسی طرح مسلمانوں کی ترقی بھی اسی میں ہے کہ وہ وقت کے امام کو پہچانیں۔ اور انکی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی رہبری اور ہدایت کے لئے اور دین و دنیا کی فلاح کے لئے جسکو بھیجا ہے اسی کی متابعت سے کامیابی ہو سکتی ہے۔ اپنی تدبیریں ہرگز کام نہیں آسکتیں کیا تعجب کی بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو ان کا خالق ہے۔ اور انکی تنزل کے اسباب کو خوب جانتا ہے۔ اس نے انکی بہتری اور بہبودی کے لئے انکے لئے ایک پیشوا مبعوث کیا۔ مگر یہ اسکو ترک کرکے اوروں کے پیچھے چل رہے ہیں۔

غرض ہندوؤں نے عام مسلمانوں کو اس طرح اُلّو بنا رکھا ہے اور ان غیر مبائعین نے یوں دہوکا دے رکھا ہے کہ انہیں کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ اور انکے ماننے کو جزو ایمان نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم تم کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ تم بھی اللہ اور رسول کی پیروی کرکے مسیح بن سکتے ہو۔ مگر باایں ہمہ اپنی الگ جماعت بنا رکھی ہے۔ اور اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں نہ انکے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور نہ انکے ساتھ جمعہ اور نہ نماز عید میں شامل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں انکے ساتھ اتفاق سے غرض نہیں بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح ان سے کچھ روپیہ وصول ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اتفاق ہے تو صرف اس امر میں ہے۔ کہ انکے ساتھ ملکر ہمارے برخلاف کوشش کرتے رہیں۔

غرض اس طرح ہندوؤں نے اور نیز ان غیر مبائعین نے عام مسلمانوں کو دہوکا دے رکھا ہے۔ ہمیں انہوں نے ہال مذکور دینے سے انکار کر دیا۔ اور سمجھا کہ اب انہیں تلقین حق کا موقعہ نہیں ملیگا۔ مگر الحمد للہ اللہ نے ہمارے واسطے اور سامان پیدا کر دئے۔ ہمیں اسکے بعد دوسرے اتوار یعنی ۱۲۔ ستمبر کو ٹوٹ ہال مل گیا۔ ہمارے وہاں تین لیکچر ہوئے

ہندوستان کی خبریں

ڈپٹی کمشنر کھیری کے قتل کے متعلق مزید گرفتاریاں ڈپٹی کمشنر کے قتل کے متعلق چھ شخص اور گرفتار کئے گئے ہیں۔ ۳۰ ستمبر کو انہیں عدالت میں پیش کیا گیا ٭

بمبئی میونسپلٹی میں عورتیں میونسپلٹی بمبئی نے ایک خاص جلسہ کر کے عورتوں کو ممبر بننے کا حق دیا۔

جنرل ڈائر فنڈ اس مد میں آخری جمع شدہ رقم سولہ ہزار چار سو چودہ روپیہ تیرہ آنے ہوئی مع چالیس پونڈ کے آئندہ کے لئے یہ چندہ بند کر دیا گیا ہے ٭

برہما میں تیل کا جدید کنواں کلکتہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ینیتوا میں انڈو برہما آئل کمپنی کی ملکیت میں تیل کا جدید ذخیرہ دستیاب ہوا ہے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اس سے بہت منافع حاصل ہوگا۔

کابلی معاہدہ پر دستخط پشاور کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ افغانی سفارت صلح نامہ پر دستخط کرنے کو بجائے منصوری کے شملہ کو روانہ ہو گئی ہے۔

سرکاری حاجی حج کے لئے گذشتہ سال کی طرح امسال بھی دو ڈاکٹر ۵۲۰ ہندوستانی افسر اور ۹۶۶ دیگر اشخاص حج بیت اللہ کے لئے گورنمنٹ نے بھیجے تھے۔

اٹھارہ سالہ نوجوان ریاست کا وزیر اعظم شملہ ۳۰ ستمبر - مہاراجہ بیکانیر نے بیکانیر میں ایک دربار منعقد کر کے اپنے فرزند لفٹننٹ مہاراج کمار کو جواب ۱۸ سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ وزیر اعظم اور مجلس وزرا اور ریاست کی انتظامی کونسل کا پریزیڈنٹ مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔

مسٹر ظفر علی اور ہتک عدالت مسٹر ظفر علی نے اپنے تحریری بیان میں جب یہ فقرہ پڑھا۔ کہ میرا فیصلہ پہلے لکھا گیا ہے۔ اور مقدمہ محض بر اجبہ میں دائر کیا گیا ہے۔ تو عدالت نے اسکو ہتک قرار دیا۔ اور مسٹر ظفر علی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے۔ تو میں اپنے بیان میں سے یہ الفاظ نکالے دیتا ہوں۔

غیر ممالک کے اخبارات کا داخلہ بند سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اخبار "سن فینر" جو نیو یارک امریکہ سے شایع ہوتا ہے۔ اور سن فن پبلشنگ کمپنی شایع کرتی ہے۔ اور ہفتہ وار اخبار "سویٹ رشیا" جو نیویارک سے شایع ہوتا ہے۔ نیز اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" جو لنڈن سے شایع ہوتا ہے۔ یہ سب اخبارات انڈین سی کسٹم ایکٹ کے مطابق ضبط شدہ قرار دئے گئے ہیں۔

لارڈ سنہا کی سلامی بمبئی میں لارڈ سنہا کی سلامی ۱۹ توپ کی سلامی سر ہوئی تھی۔ وہ اپنے مختصر دوران قیام بمبئی میں سر دو اشا دچا سے ملنے گئے تھے ٭

دریائے گنگا کی تقدیس کا سوال شملہ یکم اکتوبر۔ شمالی ہند اور خصوصاً صوبجات متحدہ کی ہندو قوم نے صوبہ کی گورنمنٹ کی معرفت وائسرائے کو ایک میموریل بھیجا ہے۔ جس میں اس امر پر توجہ دلائی ہے۔ کہ ہردوار میں دریائے گنگا کا پاٹ بہت کم ہے۔ اور اگر وہاں نہر گنگ میں مزید توسیع کی گئی۔ تو دریائے گنگا کی تقدیس میں فرق واقع ہو جائیگا۔

اسام کے باغات چاء میں بلوہ کلکتہ یکم اکتوبر۔ ضلع لکھیم پور (آسام) کے باغات چاء میں ستمبر کے آخری ہفتہ میں سخت بلوہ ہوا۔ آٹھ باغات کے قلیوں نے ہڑتال کر دی۔ منڈیوں اور مارواڑیوں کی دوکانوں کو لوٹ لیا۔ باغات کے افسروں کو زدو کوب کیا۔ فوج لائی گئی۔ انتظام ہو گیا۔ بلوہ کا باعث گرانی اور تنخواہ میں گرانی کے مقابلہ میں عدم اضافہ ہے۔

ریلوے کی توسیع شملہ یکم اکتوبر۔ ریلوے بورڈ نے ریاست کورگ میں پچاس میل ریلوے بنانے کے لئے پیمائش کی منظوری دیدی ہے۔ ویرم گاؤں اور بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے کے درمیان نیز پالن پور اور ڈیسا کے درمیان پیمائش کرنے کی بھی منظوری دیدی گئی ہے۔ موخر الذکر لائن کا مقصد ہندوستان اور بمبئی میں براہ راست تعلق پیدا کرنے کا ہے۔ جناب وزیر ہند نے بنگال ناگپور ریلوے کو سوانگ اور ہیرمو کے درمیان ریلوے تعمیر کرنے کی بھی منظوری دیدی ہے ٭

فوجی کمیٹی کی رپورٹ اس فوجی کمیٹی کی رپورٹ جو سر ہالیکل اوڈوائر کی زیر صدارت کام کرنے اور چند فوجی سوالات کا فیصلہ کرنے کی غرض سے مقرر ہوئی تھی۔ شایع ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ دو اختلافی نوٹ مسٹر کرشن گپتا اور ملک عمر حیات خان ٹوانہ کی طرف سے ہیں۔ کمیٹی کی سفارشات یہ ہیں۔ گورنمنٹ ہند کی فوجی معاملات پر نگرانی ہو (۲) حفاظت سلطنت کے بارے میں گورنمنٹ ہند کی بھی کچھ آواز رہے۔ (۳) اپریل جنرل سٹاف کو یہ حق حاصل ہو۔ کہ وہ اپنے افسر اعلیٰ کے ذریعہ گورنمنٹ ہند کی فوجی پالیسی پر اثر انداز ہو سکے۔ یہ پہلا حصہ ۳ نومبر ۱۹۱۹ء کو پیش ہوا۔ مسٹر کرشن گپتا اور عمر حیات خان نے اسپر دستخط نہیں کئے وزیر ہند نے اس کے زیادہ حصہ کو منظور کر لیا۔ دوسرا حصہ فوجی اخراجات کے متعلق ہے۔ مسٹر کرشن گپتا نے اپنے اختلافی نوٹ میں ظاہر کیا کہ فوجی نظام کے متعلق گورنمنٹ کا نقطہ نظر اب بالکل تبدیل ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ ہندوستانیوں کے لئے محکمہ جنگ کے ہر صیغے کے دروازے کھل سکیں۔

ملک عمر حیات خان نے اپنے نوٹ میں زور دیا کہ فوجوں کو وفاداری سے منحرف کرنے کے متعلق جو ایجی ٹیشن کی جائے۔ اس کو نہایت زور سے دبانا چاہیئے۔ اور فوجی نظام میں جو اصلاح ہو۔ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ کی جائے۔ خواہ کچھ ہی خرچ کیوں نہ ہو۔ برطانی عنصر کو مضبوط رکھا جائے۔ اور فوجوں میں صحیح قسم کے آدمی بھرتی کئے جائیں ٭

دہلی کا تاوان وصول کیا جائیگا باشندگان دہلی پر ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کا جو تاوان لگایا تھا۔ اس کی وصولی بند ہو گئی ٭

عجیب و غریب چشمہ اخبار عام کو اطلاع ملی ہے کہ غلہ پور میں کسی مقام پر ایک چشمہ نکلا ہے۔ جس کے پانی سے مجذوم و مبروص نہا کر اچھے ہو جاتے ہیں ٭

Digtized by Khilafat Library

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

بلفاسٹ میں بلوہ لنڈن ۲۰ - ستمبر - کل رات بلفاسٹ میں بلوہ ہوا - لیکن جلد ہی فرو کر دیا گیا - فوج نے سترہ آدمیوں کو گرفتار کر لیا - بلوہ کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے - کہ رومن کیتھلک حصہ شہر میں ایک کارخانہ جہاز سازی پر حملہ کیا گیا تھا ۔

عدالت کو تسلیم کرنے سے انکار لنڈن ۲۸ ستمبر - وکلو کی پہاڑی میں فوجی قواعد کے وقت جو ۴۴ آدمی گرفتار کئے گئے تھے - ان کو فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا - ایک کو چھوڑ دیا گیا باقیوں نے عدالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا - اور کوئی بیان پیش نہ کیا -

سن فینروں کا ناگہانی حملہ کارک کا ایک تار راوی ہے کہ سن فینروں نے آج تک جو سب سے بڑا ناگہانی حملہ کیا ہے - وہ یہ ہے - کہ سو مسلح آدمی موٹر لاریوں میں سوار تھے - میلو کی بارکوں پر حملہ آور ہوئے جہاں ۱۷ لانسرز مقیم تھا - اسوقت سوار اپنے گھوڑوں کو ٹہلا رہے تھے - ایک سارجنٹ نے اس کو لوکا - ان کو نشانہ بندوق بنایا گیا اور وہ مر گیا - ایک سوار گھوڑے کی برہنہ پیٹھ پر اپنے ساتھیوں کو خبر کرنے گیا - لیکن جب سوار آئے - تو حملہ آور بارکوں کو آگ لگانے کی ناکام کوشش کر کے جا چکے تھے - وہ تمام جنگی سامان مع ایک پیوس توپ کے لے گئے - اور بہت سی بندوقیں اور کارتوس اس واقعہ کی وجہ سے گرد و نواح کے علاقہ میں تشویش پھیلی - کاروبار بند ہو گیا - اور بہت سے باشندے بھاگ گئے -

ہجوم پر توپ کے فائر لنڈن ۲۹ ستمبر - بلفاسٹ کے بلوہ میں کل رات کو ہجوم نے ایک فوجی پٹرول کی گاڑی پر پتھروں اور بوتلوں سے حملہ کیا - فوجی آدمیوں نے فوراً لوئس گن سے ہجوم پر فائر کرنے شروع کر دئے - ۲ - آدمی ہلاک اور بہت زخمی ہوئے -

متفرق خبریں

سوویٹ روس کی سب سے طاقتور ہستی لنڈن - ۲۸ ستمبر - ایک روسی اخبار کا بیان ہے - کہ سوویٹ روس میں اس وقت سب سے زیادہ طاقتور ہستی ایک ۲۳ سالہ دلربا بڑی بڑی آنکھوں والی تندرست و تنومند لڑکی ہے - لینن کی تار زیادہ تر اسی کے ہاتھ میں ہے - اور وہ ایشیا میں انگلستان کے خلاف بالشویکی صلیبی جنگ کا دیوانہ وار وعظ کہہ رہی ہے - اس نے تصوف و بے حیائی کی معجون مرکب کے زور سے سویٹ حکومت کے سربرآوردہ ارکان پر برتری حاصل کر لی ہے - وہ ہر وقت شیطانی منصوبے سوچنے میں مصروف و منہمک رہتی ہے - حال ہی میں اس نے لینن کو ترغیب دلا کر چند اعلیٰ شخصوں کو گرفتار اور قید کرا لیا ہے -

جرمنی و جاپان کا تجارتی اتحاد ٹوکیو - ۲۸ ستمبر - جرمن وزیر ڈاکٹر سالف نے اپنی پہلی پبلک تقریر میں ظاہر کیا ہے - کہ جرمنی اور جاپان شاہراہ تجارت و صنعت و حرفت پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے گامزن ہونگے - جرمنی کو جاپان سے امداد ملنے کی توقع ہے - اسے امید ہے کہ جنگ کی وجہ سے باہمی معاہدات کی جو گرہیں سخت کی گئی تھیں - وہ ما قبل کی نسبت اور بھی مضبوط ہو جائینگی جاپان جرمنی کو اگرچہ زیادہ مال دینے کی امید نہیں کر سکتا - لیکن دھاتوں کا مبادلہ توازن پورا کر دیگا ۔

مصری فیصلہ عام پسند ہو گیا قاہرہ ۲۸ ستمبر - اخبارات بیان کرتے ہیں کہ مصری قوم نے نمائندوں کا اطمینان ہو گیا ہے - ملک نے عام طور پر اسے پسند کیا ہے - نمائندے غالباً پہلی اکتوبر کو پیرس روانہ ہونیوالے ہیں ۔

کرنیل ویجوڈ لاہور آ رہے ہیں کرنیل ویجوڈ ممبر پارلیمنٹ نے لنڈن سے بذریعہ تار اطلاع دی ہے - کہ میں اپنی اہلیہ کے ۲۵ اکتوبر کو بمبئی پہنچوں گا - لاہور بھی آؤں گا ۔

کابل میں بالشویک مشن گرفتار کر لیا گیا کلکتہ - یکم اکتوبر - انگلشمین کا سرحدی نامہ نگار لکھتا ہے - بولشویک مشن کے آدمیوں کو جو کابل بھیجا گیا ہے بتایا گیا کہ اب تم شاہی مہمان نہیں ہو - انکو گرفتار کر کے کوتوالی میں زیر حراست کر دیا گیا ہے - افواہ ہے - کہ کابل سے امیر بخارا کی مدد کے لئے فوجیں بھیجی گئی ہیں - اور عبید اللہ کی بنائی ہوئی جو بین الاسلامی سوسائٹی کام کرتی تھی - توڑ دی گئی -

لیگ اقوام کا پہلا دن لنڈن ۲۹ ستمبر - پولینڈ اور لتھونیا کے جھگڑے کے نپٹانے کے لئے لیگ آف نیشنز کی جو کمشن سوانگی جا رہی ہے - اس کے صدر کرنل چارڈ گنائی (فرانس) ہونگے - یہ پہلا موقعہ ہے کہ لیگ سے دو قوموں کے باہمی مداخلت کی ہے - اس لئے نتیجہ کا انتظار دلچسپی کے ساتھ کیا جا رہا ہے -

برطانیہ کو فلسطین پر قابض ہونے کی دعوت یروشلم - حبیب دمشق پر فرانسیسیوں نے قبضہ کیا - دروزے پہاڑی کے بڑے بڑے شیوخ نے فلسطین کے ہائی کمشنر سر ہربرٹ سیمویل سے ملاقات کی اور ایک تحریر بھی بھیجی ہے جس میں اپنے ملک پر برٹش قبضہ ہونے کی درخواست کی ہے ۔

تین سو برس کا کچھوا لنڈن کے چڑیا گھر میں ایک کچھوا ہے جس کی عمر کا اندازہ تین سو برس کا لگایا گیا ہے - یہ اب بھی بڑھ رہا ہے - اور اس کا وزن ۸ من ہے -

روس میں خونریزیاں لنڈن ۲۹ ستمبر - سوویٹ گورنمنٹ کا سرکاری اخبار ازوسٹیا راوی ہے کہ ماہ جولائی میں ۸۹۹ آدمیوں کو پھانسیاں دی گئیں - ۲۵۱ کو لوٹ مار کے جرم میں ۱۵ کو شراب خوری میں ۵۹ کو چوری کے جرم میں - اور ۵۱۷ کو فوج سے بھاگ جانے پر -

ہوائی مقابلہ کا انعام لنڈن ۲۹ ستمبر - فرانسیسی ہواباز سیڈلی کا سٹی نے گارڈن بینٹ کی مشہور ایک سو اٹھاسی میل ہوائی پرواز کو ساٹھ منٹ ۸ سیکنڈ میں طے کر کے انعام حاصل کیا ۔

بالشویکی ایران سے دست برداری (لنڈن ۲۹ ستمبر) طہران کا ایک تار رایوٹنگ نیوز میں چھپا ہے کہ بالشویکوں اور آذربائیجان کے باغیوں یا کوچیوں جو کا نفرنس ہوئی